شیخ الحدیث مولانا
محمد عبداللہ الفلاح

قسط نمبر آخری

احکامِ عقیقہ

ساتویں روز عقیقہ حضرت سمرۃ بن جندب کی حدیث میں ہے:

تذبح عنه يوم السابع ويسمى (محلی ابن حزم ص ۵۲۵ ج ۷)

کہ ساتویں روز عقیقہ دیا جائے اور اس کا نام رکھا جاتے۔

یہ حدیث حسن بصری عن سمرہ ہے اور حسن کے سمرہ سے سماع میں گو اختلاف ہے مگر یہ حدیث حسن کی مسموع ہے۔ اس بنا پر امام ترمذی لکھتے ہیں:

هذا الحديث قد سمعه حسن من سمرة

امام بخاری نے بھی الصحیح میں حبیب بن الشہید سے روایت کیا ہے کہ حسن نے کہا ہے کہ عقیقہ والی حدیث میں نے سمرۃ سے سُنی ہے اور حبیب بن الشہید کی یہ روایت سنن النسائی میں بھی ہے (ص ۱۸۱ ج ۲) سمرہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں روز عقیقہ سنت ہے اور ذبح کے بعد نام بھی رکھا جاتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: والعمل على هذا عند اهل العلم يستحبون ان يذبح عن الغلام العقيقة يوم السابع فان لم يتهيأ يوم السابع فيوم الرابع عشر فان لم يتهيأ عق عنه يوم احدى وعشرين

امام مالک فرماتے ہیں:

ساتویں روز عقیقہ تو صحیح اور بروقت ہے لیکن اس کے بعد عقیقہ نہیں بلکہ صدقہ ہے (موطا امام مالک ص ۱۰۲، ج ۲م)

لیکن علامہ الباجی شارح موطا لکھتے ہیں:-

ابن وھب کی روایت میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا:

من ترک عن ابنہ فی یوم سابعہ فانہ یعق عنہ فی السابع الثانی فان ترک ذلک ففی الثالث فان جاوز ذالک فقد فات وقت العقیقۃ

حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ، عطاء، احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا یہی قول ہے۔ امام لیث بن سعد فرماتے ہیں۔ چودھویں اور اکیسویں دن والے فتووں کی بنیاد حضرت عائشہ کے اثر پر ہے کیونکہ حضرت عائشہ ایسا فتویٰ اجتہاد سے نہیں دے سکتیں (مغنی لابن قدامہ ص ۱۲۱ ج ۱۱) اور حضرت عائشہ کا یہ اثر مستدرک حاکم میں بھی ہے (ملاحظہ ہو مستدرک ص ۲۳۸، ج ۴)

السنن الکبریٰ البیہقی میں بریدہ کی ایک حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: العقیقۃ تذبح لسبع ولاربع عشرۃ ولاحدی وعشرین

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

وفی سندہ اسماعیل بن مسلم وھو ضعیف وذکر الطبرانی انہ تفرد بہ (مجمع الزوائد ص ۵۹ ج ۴)

تاہم حضرت عائشہ والا اثر صحیح ہے چنانچہ مسائل ابی داوٗد میں ہے احمد بن صالح نے کہا۔

قال ابی فی العقیقۃ، تذبح یوم السابع فان لم یفعل ففی اربعۃ عشر، فان لم یفعل ففی احد وعشرین۔

اور میمونی کی روایت میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"حضرت عائشہ کا قول سات، چودہ اور اکیس کا ہے۔"

پس امام احمد بن حنبل نے بھی حضرت عائشہ کے قول پر اعتماد کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ لانہا لاتقول مثل ھذا لا توقیفا

اور ابن وھب کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ "لا بأس ان یعق عنہ فی السابع الثالث"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقیید (یوم السابع) استحباب پر محمول ہے ورنہ چوتھے، آٹھویں اور دسویں کو بھی عقیقہ کر دیا جائے تو کفایت ہو سکتی ہے۔ (عون المعبود، ص ۴۶ ج ۳)

حافظ عبداللہ صاحب محدثؒ روپڑی اپنے فتویٰ میں اس سوال جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" مناسب یہی ہے کہ عقیقہ ساتویں روز ہو ورنہ بعد کو قضا کے حکم میں ہوگا الخ "

(فتاویٰ اہل حدیث ص ۵۰۲ ج ۲)

یہاں پر حافظ صاحبؒ نے گو بعد کے عقیقہ کو قضا کہا ہے مگر فی الجملہ سات دن سے بعد عقیقہ کی گنجائش کو تسلیم کیا ہے اور لفظ قضا ایک فقہی اصطلاح ہے۔ یعنی جو عبادت شریعت کے محدود وقت کے بعد ادا کی جائے اس کو قضا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ لغت عرب اور کتاب و سنت میں اس کا تصوّر نہیں ہے کیونکہ شریعت نے جس کام میں گنجائش رکھی ہے وہ ادا ہی ہے اس کو کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکتا۔

● کیا عقیقہ کے جانور میں قربانی کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ؟

عقیقہ کے جانور کی عمر کے متعلق کسی حدیث میں تصریح نہیں ملتی۔ حدیث میں صرف مکافئتان کا لفظ آیا ہے جس کی توضیح میں اختلاف ہے۔ امام ابوداؤد السنن میں لکھتے ہیں۔

" میں نے امام احمدؒ سے مکافئتان کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اس کے معنی مستویان او متقاربتان ہے یعنی دونوں قریب قریب برابر عمر کے ہوں

(عون المعبود ص ۷۴ ج ۳)

اور ام کرز کی دوسری حدیث میں مثلان ہے جس سے اس تاویل کی تائید ہوتی ہے

علامہ الخطابی لکھتے ہیں :۔

اس سے تکافؤ فی السن مراد ہے یعنی یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک مسنہ ہو اور دوسرا غیر مسنہ بلکہ دونوں مسنہ ہوں جو اضحیہ میں کفایت کر سکتے ہوں (تہذیب حدیث رقم ۲۷۱۶)

بعض نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ ایک دوسرے کے بالمقابل لٹا کر ذبح کیے جائیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ان اقوال کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :

واولیٰ هذه الاقوال کلها ما جاء فی روایة سعید بن منصور فی حدیث ام کرز یعنی مثلان

اور مطلق شاة اور شاتان سے بھی استدلال ہوسکتا ہے کہ عقیقہ کے جانور کا اضحیہ کے اوصاف کے

کے ساتھ متصف ہونا ضروری نہیں ہے تاہم قیاساً بعض شوافع نے اضحیہ کی شرط قرار دی ہے۔ صاحب سبل السلام لکھتے ہیں۔

وفی اطلاق لفظ الشاۃ دلیل علی انہ لا یشترط فیہا ما یشترط فی الاضحیۃ ومن اشترطہا فبا لقیاس (سبل السلام ص ۶۸ ج ۴)

امام مالک مؤطا میں لکھتے ہیں :

العقیقہ بمنزلۃ النسک فی الضحایا ولا یجوز فیہا عوراء ولا عجفاء ولا مکسورۃ ولا مریضۃ ولا یباع من لحمہا شیئ ولا جلدھا

(مؤطا مع الزرقانی ص ۹۸ ج ۳)

گائے اونٹ کا عقیقہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قربانی کی طرح کبش یا شاۃ کے علاوہ گائے اونٹ سے بھی عقیقہ دیا جا سکتا ہے یا شاۃ ہی شرط ہے؟ ۱

بعض نے بھیڑ بکری کی شرط کی ہے۔ ابو المنذر نے اس پر حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر سے استدلال کیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک ثمانیہ ازواج سے عقیقہ دیا جا سکتا ہے۔ حضرت انس رضؓ سے ایک مرفوع روایت میں ہے :

من ولد لہ غلام فلیعق عنہ من الابل والبقر والغنم (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۰)

یہ حدیث ضعیف ہے اور اس میں ایک راوی کذاب بھی ہے پس جمہور کا یہ فتویٰ قیاس کی رو سے ہے اور پھر ابن عبد البر نے اس مسئلہ کو اجماعی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ازواج ثمانیہ سے قربانی ہو سکتی ہے تو عقیقہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ امام مالک نے بھی عقیقہ کو بمنزلۃ النسک والضحایا قرار دیا ہے۔

گائے اونٹ کے عقیقہ میں اشتراک

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قربانی کی طرح گائے، اونٹ کے عقیقہ میں اشتراک جائز ہے؟ یا نہیں؟ حافظ ابن القیم احکام المولود میں لکھتے ہیں : ۲

لا یجزئ الراس الا عن راس وھذا ابتمامہ تخالف فیہا العقیقۃ

الھدی والضحیہ

امام احمد سے جب اشتراک کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا:

اونٹ کا عقیقہ تو ہو سکتا ہے لیکن اس میں اشتراک جائز نہیں ہے۔ فتح الباری میں ہے:

ونص احمد علی اشتراط کاملۃ (ص ۱۰، ج ۱۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب عقیقہ مولود کی طرف سے فدیہ ہے تو اشتراک بھی جائز نہیں ہے۔ حافظ ابن القیم نے اس کو اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

ولکن سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق و اولی ان تتبع و هو الذی شرع الاشتراك فی الھدایا و شرع فی العقیقۃ عن الغلام بدمین مستقلین لا یقوم مقامھما جزوو ولا الشرک (احکام المولود)

حضرت انسؓ اپنی اولاد کی طرف سے اونٹ کا عقیقہ دیتے۔ اسی طرح ابوبکرہ جو افاضل صحابہ میں شمار ہوتے ہیں انھوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کیا اور اہل بصرہ کی دعوت کی۔

اس مسئلہ میں خلاصہ بحث یہ ہے کہ گائے اونٹ کا عقیقہ تو ثابت ہے مگر اشتراک ثابت نہیں ہے۔ گو بعض نے گائے کا عقیقہ دینے سے ہی انکار کیا ہے۔ فتح الباری میں ہے:

قال البندنیجی من الشافعیہ: لا نص للشافعی فی ذالک وعندی انہ لا یجزئ غیرھا (ای شاۃ) فتح الباری ص ۱۰، ج ۱۲)

اور بعض نے سُبع یعنی گائے میں ساتویں حصے کا عقیقہ بھی جائز رکھا ہے۔ حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

وذکر الرافعی بحثا انھا تتادی بالسبع کما فی الاضحیۃ واللہ اعلم

خود اپنی طرف سے عقیقہ

امام احمد بن حنبل کے مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کی ذمہ داری تو والد پر ہے لیکن اگر والد نے اس کا عقیقہ نہ دیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد خود بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ سے روایت میں ہے:

لم اسمع فی الکبیر شیئاً و من فعله فحسن من الناس من یوجبه'

حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے : ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسه بعد ما جاءته النبوۃ (المحلی ابن حزم ص ۵۲۸ ج ۴)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے خود عقیقہ دیا۔

امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد لکھتے ہیں :

حدیث منکر، وفیہ عبد اللہ بن محرر و ھو ضعیف (بیہقی ص ۳۰۰، ج ۹)

یہ حدیث مصنف عبد الرزاق میں بھی مرفوعاً مروی ہے۔ ابن القیم لکھتے ہیں امام عبد الرزاق نے کہا :

انما ترکوا ابن محرر لھذا الحدیث (لم احدہ فی المصنف)

ذبح کے وقت نیت

ذبح کے وقت یہ نیت کرنا چاہیے کہ فلاں کی طرف سے عقیقہ دے رہا ہوں۔ لیکن اگر نیت کے ساتھ الفاظ بھی کہہ دے تو بہتر ہے کہ یہ عقیقہ فلاں کی طرف سے ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ایک حدیث میں ہے۔ کہ عقیقہ کے ذبح کے وقت یہ کہہ کر ذبح کرو کہ "یہ فلاں کی طرف سے ہے (بیہقی ص ۳۰۳ ج ۹)

علاوہ ازیں اس کی نظیر بھی شریعت میں ملتی ہے۔ مثلاً حج بدل میں لبیک کے ساتھ اس کا نام لیا جاتا ہے جیسے لبیک اللھم عن فلاں اور ہر عمل کے اداء کے وقت اللھم اجعل ثوابه لفلاں کہا جاتا ہے۔ خلال کی روایت میں امام احمد کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

عقیقہ کی کھال

قربانی کی طرح عقیقہ کی کھال کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ محتاج کو صدقہ میں دے دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا۔ ان یتصدق بالجلال و الجلود (دارمی ص ۷۴ ج ۲) کہ ان کے جھل اور چمڑے صدقہ کر دے۔ لیکن یہ بھی جائز ہے کہ چمڑے کو فروخت کر کے اس کے مول کا صدقہ کر دے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے دونوں طرح ثابت ہے یعنی حضرت ابن عمر چمڑہ ہی صدقہ کر دیتے۔ اور یہ بھی کہ فروخت کر کے اس کا مول صدقہ کر دیتے۔ جیسا کہ امام احمد سے اثرم کی روایت میں ہے۔

عقیقہ کا گوشت

قربانی کی طرح عقیقہ کا گوشت گھر میں بھی کھایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے کہا :

العقیقہ تؤکل و یھدی بہا

یعنی کچھ گوشت گھر میں کھائے اور کچھ صدقہ کر دے۔ پڑوسیوں کو بھی کھلائے اور اس میں دایہ کو بھی ہدیہ دے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو حکم دیا کہ دایا کو ٹانگ سالم بھیج دی جائے۔ (بیہقی ص ۳۰۴ ج ۹) قربانی کے گوشت کی طرح اس کی دعوت بھی کی جا سکتی ہے جبکہ ابوبکرہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے عقیقہ میں اونٹ ذبح کیا اور اہل بصرہ کی دعوت کی (احکام المولود ص ۵۷)

اصل میں تو عقیقہ کا جانور نر یا مادہ دونوں برابر ہیں جیسا کہ ام کرزؓ رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث میں ہے۔ لایضرکم ذکراناً کن او اناثاً (بیہقی ص ۳۰۱، ج ۸)

تاہم ام کرز کی دوسری روایت میں ہے " والضأن احب الیہ من المعز و ذکرانہا احب الیہ من اناثہا " (بیہقی حوالہ مذکور)

یعنی بھیڑ بکری سے بہتر ہے اور ان کے نر مادہ سے بہتر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

"ترجمان الحدیث" کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

ترجمان الحدیث کے جملہ قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے ماہنامہ "ترجمان الحدیث"، جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے شائع ہوا کرے گا۔ انشاءاللہ "ترجمان الحدیث"، کے قارئین اور خریدار اب درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں اور ہمیں امید ہے کہ مستقل خریدار بن کر پرچے کی اشاعت میں تعاون فرمائیں گے شکریہ

منیجر ماہنامہ "ترجمان الحدیث"، جامعہ سلفیہ فیصل آباد = /۳۸۶۰۰ پاکستان